عبدالسلام عادل

# ڈاکٹر نجم الاسلام اور ڈاکٹر الیاس عشقی کی باہمی مراسلت

ڈاکٹر الیاس عشقی (2 جون 1922ء - 12 جنوری 2007ء) جے پور انڈیا کے ایک علمی گھرانے میں پیدا ہوئے۔ دادا افضل نبی خان شفا اپنے وقت کے مشہور شاعر تھے۔ والد علامہ رزی جے پوری نہ صرف شعروادب میں نمایاں مقام رکھتے تھے بلکہ علوم دینی اور السنہ شرقیہ پر بھی مکمل دسترس رکھتے تھے چوں کہ آپ کے گھر میں ادبی فضا تھی اس لیے ادبی علوم وفنون سے وابستہ افراد کی آمدورفت رہتی تھی یوں آپ نے آنکھ کھولی تو اپنے گرد ادبی ماحول پایا۔

قیام پاکستان کے بعد والدین ہجرت کر کے حیدرآباد سندھ کے قریب کوٹری کے علاقے میں آباد ہوئے پھر آپ بھی 1948ء میں پاکستان آگئے جہاں والدین بیمار تھے۔

ڈاکٹر الیاس عشقی علم وادب کے حوالے سے ایک معتبر اور قدآور نام ہے۔ لسانیات کے شعبے میں آپ کی دل چسپی اور مہارت دیدنی تھی۔ آپ اردو زبان کے ساتھ ساتھ سندھی، ہندی، پشتو، مارواڑی، پنجابی، سرائیکی، انگریزی اور فارسی زبان پر قدرت رکھتے تھے اور ماہر لسانیات کی حیثیت سے جانے جاتے تھے۔ پاکستان آنے کے بعد ابتداء میں کوٹری کے ایک اسکول میں پڑھانا شروع کیا بعد میں 1950ء میں ریڈیو پاکستان سے منسلک ہوئے اور مختلف حیثیتوں میں پشاور، ملتان، حیدرآباد، کراچی، راول پنڈی اور اسلام آباد میں متعین رہے اور 32 سال کی ملازمت کے بعد 1982ء میں کنٹرولر کی حیثیت سے سبکدوش ہوئے۔ آپ نے ملازمت کے دوران بھی اپنے ادبی ذوق کو نہ صرف قائم رکھا بلکہ پروان بھی چڑھایا اور ''اردو شاعری پر مغرب کے اثرات'' کے موضوع پر ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں کی زیر نگرانی پی ایچ ڈی کا تحقیقی مقالہ لکھ کر 1982ء میں سندھ یونیورسٹی سے پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ آپ کی پہلی کتاب ''موج موج مہران'' 1973ء میں شائع ہوئی دوسری ''شعر آشوب'' 1979ء، تیسری ''دوہا ہزاری'' 2003ء، چوتھی ''گنبد بے در'' 2006ء میں شائع ہوئی اور پانچویں ''آواز لطیف'' 2014ء میں شائع ہوئی۔ جو شاہ عبداللطیف بھٹائی پر لکھے گئے مضامین پر مشتمل ہے۔ الیاس عشقی نے بتایا تھا کہ یہ مضامین شاہ عبداللطیف بھٹائی کے فکروفن کے ایسے پہلوؤں کا احاطہ کرتے ہیں کہ آج تک کسی نے اس طرف توجہ نہیں دی۔ ایک اور اہم کتاب غیر مطبوعہ ہے جو ''بول'' کے حوالے سے ہے اسے محمود صدیقی مرتب کر چکے ہیں اور مسودے کی پروف ریڈنگ الیاس عشقی کی زندگی میں ہی فائنل ہو چکی تھی۔ محمود صدیقی نے بتایا کہ مسودہ اشاعت کے لیے ''عبارت'' پریس، حیدرآباد والوں کے پاس ہے۔

الیاس عشقی پاکستان براڈکاسٹنگ کارپوریشن میں سرکاری ملازمت کی بجا آوری کے باوجود اعلیٰ پائے کے علمی اور ادبی کارنامے انجام دیتے رہے جس کی وجہ سے وہ دیگر ادبی حیثیتوں کے ساتھ ساتھ ترقی پسند ادبا میں بھی ایک ممتاز شارح اور نمائندے کی حیثیت سے سامنے آئے۔ البتہ آپ سرکاری ملازمت کی مصروفیات اور الجھنوں کے باعث اپنے ادبی سرمائے کو

مدوّن نہیں کر سکے جس کا نقصان انھیں یہ ہوا کہ تاریخ ادب میں ان کا ذکر کما حقہٗ جگہ نہ پا سکا۔ باوجود اس کے آپ کی ادبی خدمات معیار کے اعتبار سے اس اعلیٰ پائے کی تھیں کہ حکومت پاکستان نے آپ کی بے مثال علمی و ادبی صلاحیتوں کا اعتراف کیا اور 2001ء میں آپ کو 'ستارہ امتیاز'' سے نوازا۔

1997ء میں آپ نے اہلیہ اور بیٹے بہو کے ساتھ حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کی۔ زندگی میں اور وفات کے بعد آپ کو متعدد انعامات اور ایوارڈز سے نوازا گیا 12 جنوری 2007ء میں ریاض سعودی عرب میں آپ کا انتقال ہوا۔

(۲)

''ڈاکٹر نجم الاسلام 1933ء کے لگ بھگ سادات و شیوخ کے مشہور قصبے بجنور (یوپی) میں پیدا ہوئے۔ ایک مضمون میں وہ لکھتے ہیں: راقم کا مولد و منشا اور آبائی وطن قصبہ بجنور (روہیل کھنڈ) ہے اور اسی محلے کا رہنے والا ہے جس میں سیّد رستم علی بجنوری (اردو نثر میں تاریخ کی اوّلین کتاب قصہ احوال روہیلہ کے مصنف) کا خاندان سکونت پذیر تھا۔

وہ اس قصبے کے قدیمی شیخ زادوں میں سے تھے۔ انہوں نے ابتدائی تعلیم بجنور میں حاصل کی بی اے انھوں نے میرٹھ کالج سے کیا۔ 1951ء سے 1959ء تک اردو ماہنامہ معیار (میرٹھ) سے بحیثیت مدیر وابستہ رہے۔ اسی زمانے میں انھوں نے اس رسالے میں چھپنے والے مختلف لکھنے والوں کے افسانوں اور ڈراموں کا انتخاب مرتب کر کے ''ابھرتی کرنیں'' کے نام سے شائع کیا۔ یہ ان کی پہلی ادبی کوشش تھی جس پر صدق جدید (10 دسمبر 1954ء) میں مولانا عبدالماجد دریا آبادی نے بہت اچھا تبصرہ لکھا تھا۔

ڈاکٹر نجم الاسلام مرحوم نے ایم اے سندھ یونیورسٹی سے کیا اور وہیں سے پروفیسر غلام مصطفیٰ خاں صاحب محترم کی نگرانی میں انھوں نے ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی۔ شمالی ہند کی قدیم اردو نثر سے ان کی دل چسپی تھی چناں چہ 'دبستان دہلی کی نثر' پر انھوں نے مقالۂ علمیہ لکھا جس پر 1969ء میں انھیں ڈاکٹریٹ تفویض ہوئی۔ تحقیقی سرگرمیوں کے علاوہ وہ سندھی اور فارسی شاعری کے منظوم اردو تراجم سے بھی دل چسپی رکھتے تھے اور شعر کہنے میں بھی بند نہ تھے۔

وہ میرٹھ سے حیدرآباد سندھ کب گئے مجھے نہیں معلوم لیکن یہ یقینی ہے کہ وہ وہاں ایم اے اور پی ایچ ڈی کر کے 1966ء میں غزالی کالج لطیف آباد (حیدرآباد سندھ) میں لیکچرر ہو چکے تھے۔ یہیں سے میرے ان کے تعلقات شروع ہوئے۔ کچھ ہی دنوں کے بعد پروفیسر غلام مصطفیٰ خاں صاحب نے انھیں سندھ یونیورسٹی کے شعبۂ اردو میں بلا لیا۔ اس شعبے سے ادبی مجلّہ ''صریر خامہ'' 1961ء سے شائع ہونا شروع ہوا۔ اس کے چھ خصوصی شمارے نکلے۔ قومی شاعری نمبر (1966ء)، تنقیدی ادب نمبر (1967ء)، قصیدہ نمبر (1968ء)، اقبال نمبر (1977ء)، نعت نمبر (1978ء) اسی شعبے سے 1978ء میں تنقیدی مضامین کا ایک مجموعہ شائع ہوا۔ 1987ء میں یونیورسٹی کی انتظامیہ نے شعبہ جاتی تحقیقی مجلّہ کی اشاعت کے لیے وسائل مہیا کیے۔ ڈاکٹر نجم الاسلام صاحب کی ادارت میں رسالہ ''تحقیق'' کا پہلا شمارہ اپریل مئی 1987ء میں شائع ہوا۔ جب ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں صاحب متقاعد ہوئے تو وہ شعبے کے پروفیسر اور صدر مقرر ہو گئے۔ اس عہدے پر وہ 30 جون 1993ء تک کام کرتے رہے۔ یکم جولائی 1993ء کو ان کے متقاعد ہونے کے بعد یونی ورسٹی کے ارباب حل و عقد نے از خود یونی ورسٹی سے ان کا تعلق برقرار رکھا اور اعزازیہ مقرر کر کے شعبے میں انھیں پروفیسر کی حیثیت دی اور رسالہ ''تحقیق'' کا ایڈیٹر مقرر کیا۔ اس

طرح شعبۂ اردو سے ان کا تعلق اور رسالے کی ادارت کی مشغولیت ان کی زندگی کے آخری دن تک بدستور رہی۔ ڈاکٹر نجم الاسلام کا انتقال سہ شنبہ 13 فروری 2001ء کو لطیف آباد حیدرآباد میں ہوا۔" (یہ معلومات "انشا"، حیدرآباد، سندھ کے مضمون سے ماخوذ ہیں جسے ڈاکٹر مختار الدین احمد نے تحریر کیا تھا تفصیل کے لیے شمارہ جنوری تا مارچ 2002ء ملاحظہ فرمائیں)

(۳)

آئندہ صفحات میں ڈاکٹر الیاس عشقی اور ڈاکٹر نجم الاسلام کے خطوط پیش کیے جا رہے ہیں جو انھوں نے 27 فروری 1992 سے 25 اگست 2000ء تک لکھے ان خطوط کی تعداد صرف سات ہے۔ جس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ یہ دونوں صاحبان علم و فضل لطیف آباد حیدرآباد ہی میں مقیم تھے اور اکثر اوقات براہ راست ملاقاتیں ہوتی رہتی تھیں۔ تاہم گاہے بہ گاہے ان کے مابین مراسلت بھی رہی۔ دستیاب خطوط حسب ذیل ہیں جو مدیر تحقیق نے فراہم کیے ہیں۔

فہرست مکتوبات

| | | |
|---|---|---|
| ۱۔ | 27 فروری 1992ء | از ڈاکٹر نجم الااسلام |
| ۲۔ | 22 اکتوبر 1993ء | از ڈاکٹر الیاس عشقی |
| ۳۔ | 22 اکتوبر 1993ء | از ڈاکٹر نجم الااسلام |
| ۴۔ | 05 مارچ 2000ء | از ڈاکٹر نجم الااسلام |
| ۵۔ | 10 مارچ 2000ء | از ڈاکٹر الیاس عشقی |
| ۶۔ | 20 اگست 2000ء | از ڈاکٹر نجم الااسلام |
| ۷۔ | 25 اگست 2000ء | از ڈاکٹر الیاس عشقی |

☆ مکتوبات کے حواشی لکھتے وقت بعض شخصیات کا احوال قدرے طویل ہوگیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ قارئین کو غیر معروف شخصیات کے بارے میں زیادہ سے زیادہ معلومات فراہم کی جاسکیں۔

(۱)

سی۔27، بلاک سی، یونٹ نمبر 6، لطیف آباد حیدرآباد

27 فروری 1992ء

محترم ڈاکٹر الیاس عشقی صاحب! سلام و آداب

آج محترمی محمود صدیقی صاحب ا نے "تحقیق" پر آپ کا تبصرہ اور مکتوب گرامی پہنچایا۔ خدا خوش رکھے، آپ نے تبصرے میں خاصا حوصلہ بڑھایا۔ تبصرہ ٹائپ کرا کے دانش ۲ کو بھیج دیا جائے گا۔ پانچوں شمارے پہلے ہی بھیجے جا چکے ہیں۔ مقالہ "سید حسن غزنوی" ۳ کی تلخیص کی اشاعت کے بارے میں ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں صاحب ۴ سے اجازت حاصل کرنی ہوگی، اس کے بارے میں جلد ہی بات کر کے آپ کو مطلع کروں گا۔

ڈاکٹر صاحب نے اپنی نئی کتاب "سراج البیان" ۵ کے چند نسخے بھجوائے ہیں۔ حسب ہدایت ایک آپ کو محمود صاحب کے توسط سے پیش کرتا ہوں۔

نیاز مند

نجم الاسلام

(۲)

السلام علیکم

- ایک دو کتابوں کے سن نہیں مل سکے ہیں۔ وہ بے ترتیب کتابوں میں گم ہیں تلاش کر رہا ہوں۔
- کیا جو مضمون دوہوں پر ہے اس میں ایک دو پیراگراف بڑھا سکتا ہوں۔
- مسلمان ہندی شعراء پر کام کر رہا ہوں نظر کی کمزوری کی وجہ سے رفتار کم ہے اس پر حواشی لکھنا چاہتا ہوں اور بعض اضافے متن سے علیحدہ کرنا چاہتا ہوں۔ کیا ایسا کر سکتا ہوں۔
- شیرانی صاحب والی کتاب پر تبصرہ [۱] کتاب کے ہمراہ ارسال خدمت ہے۔ اردو زبان پر فارسی کے اثرات سے متعلق ڈاکٹر محمد صدیق خاں شبلی [۲] کی کتاب آئی تھی اس پر تبصرہ کر سکتا ہوں؟ یہ تہران سے PhD کا مقالہ ہے۔
- کیٹر یکٹ [۳] کی وجہ سے لکھنے پڑھنے میں دقت ہے اس وجہ سے قاضی عبدالودود والی کتاب کا مطالعہ آہستہ آہستہ کر رہا ہوں۔

الیاس عشقی

20 اکتوبر 1993ء

پ۔ن

(۱) ڈاکٹر نذیر احمد صاحب کی کتاب نقد قاطع برہان حسب وعدہ ارسال ہے۔

(۲) ٹیلی فون نمبر بدل گیا ہے اب 860074 ہو گیا ہے۔

محترم گرامی ڈاکٹر نجم الاسلام صاحب

یونٹ نمبر 6 لطیف آباد

(۳)

سی۔27، بلاک سی، یونٹ نمبر 6، لطیف آباد حیدرآباد

22 اکتوبر 1993ء

محترم ڈاکٹر عشقی صاحب! سلام و آداب

۱۔ محمود صدیقی صاحب نے آج آپ کا مکتوب گرامی مع تبصرہ (ڈاکٹر مظہر محمود کی کتاب پر) پہنچایا اور اس کے ساتھ ڈاکٹر مظہر محمود کی کتاب واپس ملی، شکریہ۔ مزید یہ کہ ڈاکٹر نذیر احمد کی کتاب ''نقد قاطع برہان'' بھی پڑھنے کے لیے عنایت کی۔ مزید شکریہ۔ تبصرہ شمارہ نمبر 7 میں شامل کرلیں گے [۱]

۲۔ دوہوں پر مضمون تجدید نظر کے بعد عنایت کیجیے۔ انتظار ہے۔ اس سلسلے کا ایک شمارہ ''نگار'' پاکستان کا بھی ہے، وہ پیش کرتا ہوں۔

۳۔ سہیل بخاری [۲] پر ابو سعادت جلیلی صاحب [۳] کے مضمون کے بارے میں اپنی ماہرانہ (رائے) سے مستفید فرمائیے۔

۴۔ قاضی عبدالودود۴ پر کتاب مرتبہ ڈاکٹر نذیر احمد۵ پر بھی اگر آپ کچھ لکھ دیں گے تو وہ بھی شمارہ نمبر 7 میں شامل کر لیں گے۔۶

۵۔ آپکے ٹیلی فون نمبر میں تبدیلی نوٹ کر لی گئی ہے۔

۶۔ آپ کی دو امانتیں (مہران کا شمارہ نمبر 2-1 ج 42 اور تحفۂ درویش مطبوعہ نولکشور) محترمی محمود صدیقی صاحب کے توسط سے واپس کی جاتی ہیں۔شکریہ۔

نیاز مند:

نجم الاسلام

بخدمت فاضل گرامی ڈاکٹر الیاس عشقی صاحب لطیف آباد نمبر 5۔

(۴)

سی۔27، بلاک سی، یونٹ نمبر 6، لطیف آباد،

حیدر آباد سندھ (71800)

05 مارچ 2000ء

محترم ڈاکٹر عشقی صاحب! سلام و آداب

ایک مقالہ۱ (بعنوان کچھ ناطق مکرانی۲ کے بارے میں) رسالہ تحقیق میں اشاعت کے لیے موصول ہوا ہے جسے محترم محمود صدیقی صاحب کے توسط سے، آپ کی پیشگی اجازت کے بعد ماہرانہ رائے ۳ کے اظہار کے لیے پیش کیا جاتا ہے۔

آپ سے درخواست ہے کہ از راہ کرم اس کے متعلق اپنی ماہرانہ رائے سے نوازیں۔

اس کے مآخذ میں جو کتابیں آپ کے ذخیرہ کتب میں بسہولت دستیاب ہوں ان کے متعلقہ مقامات کو اگر کہیں کہیں سے مقالے کی عبارت سے ملالیں تو مزید کرم ہوگا۔ میرے پاس حسام الدین راشدی ۴ اور کرنل خواجہ عبدالرشید۵ کی متعلقہ کتابیں نہیں ہیں۔ جام شورو میں تو امکاناً ہوں گی۔ خدا کرے کہ آپ کے پاس ہی نکل آئیں۔

نیاز مند:

نجم الاسلام

بخدمت فاضل گرامی ڈاکٹر الیاس عشقی صاحب

لطیف آباد نمبر 5

ایک اور گزارش: اعجاز الحق قدوسی کی کتاب ''تاریخ سندھ'' میں حسام الدین راشدی کی کتاب ''غازی بیگ ترخان'' کا حوالہ میں نے دیکھا ہے مگر کتاب دیکھنے اور خریدنے کو دستیاب نہیں، کیا آپ کے پاس ہے؟

16/B-5 لطیف آباد
حیدرآباد (سندھ)
10 مارچ دوہزار

مکرم ومحترم گرامی جناب ڈاکٹر نجم الاسلام صاحب

تسلیمات کے بعد عرض ہے کہ مضمون نگار کا تعلق حیدرآباد ہی سے (ہے) ہماری یونیورسٹی کے طالب علم رہے ہیں میں ان کے مضامین پڑھتا رہا ہوں ان کا رجحان تحقیق کی طرف بڑھ رہا ہے منابع کی تلاش میں رہے ناطق مکرانی پر اب تک جتنے مضامین لکھے گئے ہیں ان میں اعادے اور تکرار کے علاوہ کچھ نہیں ہوتا یہ مضمون اس اعتبار سے قابل تعریف ہے کہ اس میں ناطق کے بارے میں کافی معلومات کا اضافہ ہے۔

آپ نے درست لکھا ہے کہ ضمیموں کو آخری میں ہونا چاہے۔ ناطق کے مذہب کے بارے میں رائے کا اختلاف ہوسکتا ہے کہ محض قصائد کی بنا پر کسی کو شیعہ یا سنی نہیں کہا جاسکتا۔ خود غالب کے متعلق کیا کہیے گا لال قلعہ سے تعلق ہوتا تو سنی اور صوفی اور لکھنؤ کے علمائے شیعہ سے کسی فائدے کی امید ہوتی تو شیعہ بن جاتے تھے۔ آزاد منش تھے مذہب کی حقانیت پر ایمان رکھتے تھے لیکن غنی کشمیری کی طرح کہہ نہ سکے کہ

شیعہ و سنی و ملحد نیستیم    کس نمی داند کہ این ہم سرپست

دوسرے مصرعے میں ممکن ہے کہ کچھ لفظوں کا فرق ہوگیا ہو اہل تشیع کا عام رجحان ہے کہ وہ کسی کو شیعہ ثابت کرنے کا موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے۔ یہی حال اس مضمون کا ہے لیکن مضمون نگار کو اپنی رائے کے اظہار کا حق ہونا چاہیے میرے نزدیک مضمون میں ••• ہے اور قابل اشاعت ہے۔ والسلام

الیاس عشقی

محترم ومکرم جناب پروفیسر ڈاکٹر نجم الاسلام صاحب
سی۔27، بلاک سی، یونٹ نمبر 6، لطیف آباد، حیدرآباد سندھ

پ۔ن

میرے پاس حسام الدین کی کتاب ''غازی بیگ ترخان'' ہی نہیں ہے بلکہ وہ کتاب بھی ہے جس کی وجہ سے یہ لکھی گئی ہے یعنی مسعود حسن رضوی ادیب کی کتاب جو اس موضوع پر ہے اور انھوں نے اپنے والد کے کتب خانے میں تحقیقی مقالے کے طور پر لکھی تھی ان کے پی ایچ ڈی کا مقالہ ہے۔ درجنوں کتابیں ساتھ ہیں۔ نقل مکانی نے کتابوں کا حال خراب کردیا ہے۔ میں بھی تلاش کروں گا اور پیش کردوں گا۔

(۶)

سی۔27، بلاک سی، یونٹ نمبر6،
لطیف آباد، حیدرآباد سندھ
20اگست2000ء

محترم ڈاکٹر عشقی صاحب! سلام و آداب

اخبار میں پڑھا اور محترمی محمود صدیقی صاحب سے اس کی توثیق ہوئی کہ یوم آزادی کے موقع پر، آپ کو قومی اعزاز دیا گیا ہے۔!

اظہار مسرت کے لیے یہ خط لکھتا ہوں اور ہدیۂ تبریک پیش کرتا ہوں اس دعا کے ساتھ کہ رب العزت آپ کو خدمت علم وفن کے مزید بیش از بیش مواقع عنایت فرماتا رہے۔

(۲)

رسالہ تحقیق کے زیر طبع شمارے میں (جس کے 944 صفحات چھپ چکے ہیں اور اب مزید 60 چھپنے باقی ہیں)، آپ کے دو مقالات شامل اشاعت ہیں:

۱۔ کتاب ''قاضی عبدالودود: تحقیقی وتنقیدی جائزے'': ایک مطالعہ
۲۔ ڈاکٹر مظہر محمود شیرانی کا مقالۂ علمیہ

ان کے مسودے میرے پاس محفوظ تھے۔ اول الذکر کا ابتدائی، تمہیدی حصہ، جس میں اہل بہار سے متعلق آپ کے تأثرات تھے، حذف کر دیا ہے۔

(۳)

دونوں مذکورہ مقالات کے حوالے سے لکھتا ہوں۔ قاضی عبدالودود پر ڈاکٹر نذیر احمد کی ایک اور کتاب ''یادگار نامۂ قاضی عبدالودود'' غالب انسٹی ٹیوٹ کی طرف سے چھپ کر آئی ہے۔ مطالعے کے لیے پیش کی جا سکتی ہے، اگر آپ چاہیں۔ دوسرے یہ کہ ڈاکٹر مظہر محمود شیرانی کے مقالۂ علمیہ کی دوسری جلد بھی چھپ گئی ہے، آپ کا مذکورۂ بالا مقالہ اس کی پہلی جلد پر ہے، دوسری جلد پر لکھنے کی گنجائش ابھی باقی ہے۔ فقط

نیاز مند:
نجم الاسلام

(۷)

16/B-5 لطیف آباد
حیدرآباد (سندھ)
25اگست دو ہزار

گرامی قدر جناب ڈاکٹر نجم الاسلام صاحب وعلیکم السلام

مبارکباد کے لیے شکر گزار ہوں۔ زندگی میں میں تو کچھ پڑھا نہیں لکھنے والا نہیں ہوں پڑھنے والوں میں کسی حد تک شمار ہوسکتا ہے پڑھنے والوں کے پاس کچھ خیالات تو ہوتے ہیں انھیں لکھنے سے پڑھنے والا لکھنے والا نہیں بن جاتا۔ اس صورت میں بھی کچھ قابل ذکر نہیں۔ قدرت کی غلط بخشیاں ہیں کہ آپ جیسے فضلا کے ہوتے طالب علموں کو پڑھاتے ہیں۔ اپنے پاس تو ادب نہیں کباڑی کی دکان ہے خود معلوم نہیں کہ کیا چیز کس کام کی ہے اس کاٹھ کباڑ میں۔

میں چوں کہ لکھنے والا نہیں ہوں ہمیشہ احباب کی فرمائش اور خوشنودی کے لیے لکھتا ہوں [1] اور ان کے سپرد کر کے لاتعلق ہو جاتا ہوں کہ چھاپنے والے کا اپنا مذاق اور اپنی پالیسی ہوتی ہے اس سے غرض نہیں کہ پہلے جو چیزیں نا قابل اشاعت تھیں اب کیسے تحقیق کے معیار پر پوری اتر گئیں۔ بہر کیف جو اطلاع آپ نے دی اس کے لیے متشکر ہوں۔

جب اور جو کتاب ایسی ہو کہ آپ کے نزدیک اس کا مطالعہ میرے لیے مفید ہوگا وہ ایک ہفتے کے لیے مرحمت فرما دیا کریں۔ دونوں کتابیں جن کا ذکر فرمایا ہے دلچسپ نظر آتی ہیں دیکھ کر ہی عرض کروں گا کہ کچھ لکھ سکتا ہوں یا نہیں۔ شیرانی مرحوم سے متعلق ہر تحریر سے مجھے دلچسپی ہے۔ قاضی عبدالودود کی اہمیت سے بھی انکار نہیں ہے محقق اور ناقد ہیں اور ماہر استاد ہیں۔ صاحب کمال کے کمال سے انکار اپنے جہل کا اقرار ہے مگر تنقید سے ماورا کوئی نہیں ہوتا اور کیا غرض کہ بجز اسکے اپنی بے بضاعتی کا معترف اور اس پر شرمندہ ہوں۔

اعزاز سے زیادہ اس بات پر فخر کرتا ہوں کہ استاذی معرفت ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں نے قدم رنجا فرمایا دعا دی اور مبارکباد کے چند الفاظ فرمائے ایک چھڑی مرحمت فرما گئے جو چلنے کا سہارا ہوگی۔

آپ بھی دعا کریں کی جتنی زندگی باقی ہے اللہ رب العزت آسان اور عافیت بخیر کرے۔ جہل کو دور کرنے کے لیے جو کتاب مناسب سمجھیں بھیج دیا کریں۔ والسلام مع اکرام

نیاز مند:
الیاس عشقی

پ۔ن
ہاتھ پر قلم کی گرفت درست نہیں۔ معذرت خواہ ہوں۔
محترم المقام دانشمند ذی الاحترام جناب ڈاکٹر نجم الاسلام
مدیر "تحقیق" یونٹ نمبر 6 لطیف آباد حیدر آباد

حواشی:

خط نمبر ا:

[1] محمود صدیقی یوپی (بھارت) کے شہر الٰہ آباد میں 04 اکتوبر 1937ء کو پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم وہیں حاصل کی اور میٹرک کا امتحان اینگلو بنگالی انٹرمیڈیٹ کالج سے پاس کیا اس کے بعد پاکستان آگئے اور حیدر آباد سندھ کو مسکن بنایا۔ یہاں سٹی کالج سے بی اے اور سندھ یونیورسٹی سے اردو اور صحافت میں ایم اے کیا۔ 1956ء میں آپ نے

ریڈیو پاکستان حیدرآباد میں بحثیت پروگرام سیکریٹری (اسٹینوگرافر) ملازمت کا آغاز کیا اور ملازمت کے سلسلے میں کراچی اور کوئٹہ میں بھی خدمات انجام دیں۔ بحثیت سینئر پروڈیوسر ریڈیو پاکستان حیدرآباد سے اصل مدت ملازمت سے 9 سال قبل 1988ء میں رضا کارانہ ریٹائرمنٹ لے لی تاہم کنٹریکٹ کی بنیاد پر 19 اگست 2005ء تک کام کرتے رہے دوران ملازمت کوئی ڈرامہ نہیں لکھا مگر ریٹائرمنٹ کے بعد دس پندرہ ڈرامے لکھے۔ اپنی زندگی کا پہلا شعر 1956ء میں کہا تھا۔ ادبی تنظیم ''ادراک'' کے زیراہتمام اگست 1996 میں پہلا مجموعہ کلام ''سخن بہانہ ہوا'' اور جنوری 2009 میں دوسرا مجموعہ کلام ''قافلہ روانہ ہوا'' شائع ہوا۔ تیسرا مجموعۂ کلام ''عشق تازیانہ ہوا'' زیرِطبع ہے۔ اس کے علاوہ نثری تخلیقات پر مشتمل کتاب ''ریت گھروندے'' کے عنوان سے 2010ء میں شائع ہوئی جو افسانچوں پر مشتمل ہے۔ آپ نے نور محمد قریشی کی کتاب ''کچھ کے'' اور ''8 مارچ'' مرتب فرمائی جبکہ ڈاکٹر الیاس عشقی کی متعدد کتب آپ ہی کی مرتب کردہ ہیں۔ ان کا اعتراف ہے کہ الیاس عشقی ان معنی میں ان کے استاد ہیں کہ وہ ہمیشہ ہر معاملے میں رہبری فرمایا کرتے تھے۔ محمود صدیقی، ڈاکٹر الیاس عشقی کے دیرینہ دوست ہیں اور اپنی محبتوں اور قربتوں کے سبب عشقی فیملی کے فرد معلوم ہوتے ہیں۔

۲۔ یہ تبصرہ سہ ماہی ''دانش'' اسلام آباد کے شمارہ 31، 1371 شمسی میں شائع ہوا۔

۳۔ یہ ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں صاحب کا پی ایچ ڈی کا مقالہ ہے۔ آپ نے 1947ء میں پی ایچ ڈی کیا۔ یہ مقالہ ڈاکٹر صاحب کی زندگی میں شائع ہو چکا ہے۔ میں نے ڈاکٹر الیاس عشقی کے ذاتی کتب خانے میں یہ نسخہ دیکھا تھا۔ اور ڈاکٹر الیاس عشقی نے مقالے کے بارے میں یہ بات بھی بتائی تھی کہ اس مقالے کی کتابت خود ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں صاحب نے کی تھی۔ یہ نسخہ اب پبلک لائبریری باغ لانگے خان ملتان میں موجود ہے کیوں کہ ڈاکٹر الیاس عشقی نے اپنے ذاتی کتب خانے کی تقریباً 95 فیصد کتب مذکورہ لائبریری کو عطیہ کردی تھیں۔ کتب وصول کرتے وقت یہ طے پایا تھا کہ لائبریری کی نئی عمارت میں ان کے عطیۂ کتب سے ''گوشۂ عشقی'' منسوب ہوگا۔ مگر افسوس کہ یہ وعدہ وفا نہ ہوا۔ اور ''گوشۂ عشقی'' قائم کرنے کے بجائے جملہ کتب لائبریری کی مختلف الماریوں میں تقسیم کردی گئیں۔ اور اب یہ کتب اس انداز میں بکھری ہوئی ہیں کہ مطلوبہ کتاب کا حصول مشکل ہی نہیں ناممکن معلوم ہوتا ہے۔ کیوں کہ اکثر کتب تو دستیاب ہی نہیں ہیں اور نہ ہی اسٹاک رجسٹر میں وصول کردہ جملہ کتب کا اندراج ہے۔ اس ضمن میں احقر نے لائبریرین محترم صغیر بیگ صاحب سے جب بھی استفسار کیا تو انھوں نے جواب دینے کے بجائے خاموش رہنا پسند فرمایا۔

۴۔ ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں معلم، نقاد، مورخ۔ یکم جولائی 1912ء کو جبل پور (بھارت) میں پیدا ہوئے۔ ایم اے (فارسی)، ایم اے (اردو)، ایل ایل بی، پی ایچ ڈی اور ڈی لٹ کی ڈگریاں حاصل کرنے کے بعد تدریس کے پیشے سے منسلک ہو گئے۔ 1936ء تا 1948ء ناگ پور یونیورسٹی میں شعبۂ اردو کے صدر رہے۔ حصول آزادی کے بعد جامعہ کراچی کے شعبہ اردو سے وابستہ ہوئے۔ 1956ء میں سندھ یونیورسٹی، جام شورو میں صدر شعبہ اردو ہوئے اور 1972ء میں اپنے ریٹائرمنٹ تک اس عہدے پر فائز رہے۔ سندھ یونیورسٹی نے آپ کی بیس سالہ

علمی و تحقیقی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے 1985ء میں آپ کو پروفیسر ایمریطس کے درجے پر فائز کیا۔ بعض نے یہ سال 1988ء لکھا ہے (مجھے یاد ہے 1987ء میں میرا ایم اے اردو کا زبانی امتحان (بحیثیت پرائیویٹ امیدوار) ڈاکٹر صاحب ہی نے لیا تھا جو نیو کیمپس جام شورو میں ہوا تھا۔ عادل)۔
آپ کی تحقیقی و تنقیدی تصانیف کی تعداد پچاس سے زائد ہے۔ اہم یہ ہیں: حالی کا ذہنی ارتقا، علمی نقوش، فارسی پر اردو کا اثر، ادبی جائزے، تحریر و تقریر، ترجمہ قرآن پاک از مخدوم نوح ہالائی، دیوان روشن، حضرت مجدد الف ثانی، گلشن وحدت، مکتوبات سیفیہ جامع الفوائد، خزینۃ المعارف، مکتوبات مظہریہ، مکتوبات معصومیہ، اقبال اور قرآن، معارف اقبال، ہسٹری آف بہرام شاہ (انگریزی)، برعظیم پاک و ہند میں فارسی ادب (انگریزی)۔ [آپ کی علمی و ادبی خدمات کے اعتراف میں مختلف اداروں نے اعزازات سے نوازا، حکومت پاکستان نے بھی 1992ء میں ستارۂ امتیاز عطا کیا۔ 25 ستمبر 2005ء مطابق 20 شعبان المعظم 1426ھ آپ کا انتقال ہوا...... تفصیل کے لیے سہ ماہی نئی عبارت کا ''ڈاکٹر غلام مصطفیٰ نمبر'' جلد 4 شمارہ 13-12، جولائی تا دسمبر 1998ء نیز ''ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں''، حالات، علمی و ادبی خدمات از ڈاکٹر مسرور احمد زئی، ادارۂ انوار ادب حیدرآباد، اوّل جنوری 2006ء]

۵ یہ ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں کے 18 مضامین کا مجموعہ ہے جو 1955ء سے 1986ء تک مختلف رسائل میں شائع ہوئے۔ سراج البیان، گاباسنز اردو بازار کراچی نے 1992ء میں شائع کی۔

خط نمبر ۲:

۱ ڈاکٹر مظہر محمود شیرانی نے اپنے دادا حافظ محمود شیرانی پر جو پی ایچ ڈی کا مقالہ تحریر کیا تھا وہ دو جلدوں میں مجلس ترقی ادب سے شائع ہوا۔ اس کی جلد اوّل 1993ء جب کہ دوسری جلد 1995ء میں شائع ہوئی۔ عشقی صاحب نے اپنے خط میں اسی مقالے کی جلد اوّل پر تبصرے کی بابت لکھا ہے۔

۲ ڈاکٹر محمد صدیق خان شبلی 10 اگست 1934ء کو لدھیانہ مشرقی پنجاب میں پیدا ہوئے۔ آپ نے راولپنڈی میں تعلیم حاصل کی۔ گورنمنٹ ڈگری کالج H-8 اسلام آباد کے شعبۂ اردو میں لیکچرار رہے۔ اس کے بعد آپ علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی آ گئے جہاں آپ پروفیسر، ڈین فیکلٹی آف لینگویجز اور لٹریچر رہے۔ اس کے بعد آپ رجسٹرار اور پھر شعبۂ اردو میں پروفیسر کی حیثیت سے کام کرتے رہے۔ 9 اگست 1994ء میں آپ یونیورسٹی کی ذمہ داریوں سے سبکدوش ہو گئے۔ مگر اس کے بعد یونیورسٹی کے شعبۂ اقبالیات نے آپ کی خدمات کو مستعار لے لیا۔ یہاں آپ 2003ء تک خدمات انجام دیتے رہے۔ اس کے بعد بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی نے بطور استاد آپ کی خدمات حاصل کر لیں۔ یہاں آپ لینگویجز فیکلٹی کے ڈین مقرر ہوئے۔ گزشتہ کئی سال سے صاحب فراش ہیں۔ آپ نے ڈاکٹر محمد ریاض کے اشتراک سے علامہ اقبال کے فارسی کلام کا اشاریہ ''کشف الابیاتِ اقبال'' کے نام سے تیار کیا۔ یہ کتاب اسلام آباد سے شائع ہوئی۔ (یہ معلومات پروفیسر عبداللطیف انصاری صاحب نے فراہم کیں اور بتایا کہ انھیں یہ تفصیل علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کے استاد ڈاکٹر محمد اکرم صاحب نے بتائی تھی۔)

۳ آنکھوں کی عام بیماری ہے جسے عرفِ عام میں ''سفید موتیا'' کہا جاتا ہے۔

خط نمبر۳:

ا، ۲ یہ تبصرہ جامعہ سندھ شعبۂ اردو کے مجلّے ''تحقیق'' کے بارہویں، تیرہویں مشترکہ شمارے میں 99-1998ء میں شائع ہوا تھا۔

۲ ڈاکٹر سہیل بخاری 6 دسمبر 1914ء کو یوپی میں پیدا ہوئے۔ اصل نام سید محمود نقوی ہے۔ ناگ پور یونیورسٹی سے ایم اے (اردو) اور 1963ء میں پنجاب یونیورسٹی سے پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ 1953ء تا 1955ء پی اے ایف اسکول لاہور کے پرنسپل رہے۔ 1955ء تا 1974ء پی اے ایف کالج سرگودھا میں بطور لیکچرار شعبہ اردو خدمات انجام دیں۔ وہاں سے سبکدوش ہونے کے بعد 1976ء تا 1979ء ترقی اردو بورڈ کراچی میں شریک مدیر رہے۔ 29 جنوری 1990ء کو وفات پائی۔ آپ کی تصانیف یہ ہیں: ناول نگاری: تاریخ وتنقید، سب رس پر ایک نظر، باغ وبہار پر ایک نظر، غالب کے سات رنگ، اردو کا روپ، تشریحی لسانیات، اردو کی کہانی (تاریخی لسانیات)۔ اقبال: مجددِ عصر، تصور الوہیت، اردو کا اشتقاقی لغت، ہندی شاعری میں مسلمانوں کا حصہ۔ (انسائیکلو پیڈیا پاکستانیکا، مرتبہ سید قاسم محمود، لاہور، الفیصل اردو بازار، پانچواں ایڈیشن، جولائی 2004ء، ص 580)

۳ ابوسعادت جلیلی، محقق اور نقاد، متعدد کتابوں کے مصنف ومؤلف۔ بینک کی ملازمت سے سبکدوش ہو چکے ہیں۔ (تحقیق، شمارہ نمبر ۱۵، ۲۰۰۷ء، ص ۶۵۳)

۴ قاضی عبدالودود کا تعلق ہندوستان کے صوبہ بہار سے ہے۔ اپنے تحقیقی کام، تنقیدی معیار اور علم وفضل کی وجہ سے اردو ادب میں بلند مقام رکھتے ہیں۔ معاشیات اور قانون کی تعلیم انگلستان میں حاصل کی۔ قاضی صاحب آزاد خیال تھے۔ اولاً وہ عربی تعلیم کے حق میں تھے۔ عربی کے خلاف ہوئے تو انگریزی کی طرف رجحان ہوا مگر اس موقف کو بھی ترک کر دیا یہ ان کی آزاد خیالی کی وجہ سے تھا مگر مذہب کے بارے میں اپنی آزاد خیالی کو اپنی تحریروں میں ظاہر نہیں ہونے دیا۔ بلکہ عقیدے کو اپنی ذات تک محدود رکھا اس کا اعلان نہیں کیا۔ قاضی صاحب کو لغت سے بھی خاصی دلچسپی رہی۔ عظیم آباد کے ایک ادارے نے برہان قاطع کا جو ایڈیشن شائع کیا تھا اس پر قاضی صاحب نے بڑی دیدہ ریزی سے کام کیا تھا۔ (ڈاکٹر الیاس عشقی، مضمون ''کتاب قاضی عبدالودود: تحقیقی اور تنقیدی جائزے، مرتبہ پروفیسر نذیر احمد کا ایک مطالعہ'' سے مستفاد، مجلّہ تحقیق سندھ یونیورسٹی، شمارہ ۱۳-۱۲، سنہ ۹۹-۱۹۹۸ء، ص ۸۲۱ تا ۸۲۷۔

۵ ڈاکٹر نذیر احمد، پروفیسر ایمریطس، شعبۂ فارسی، مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ۔ (فہرست مقالہ نگاران، مجلّہ تحقیق شعبہ اردو سندھ یونیورسٹی، شمارہ نمبر ۸-۹، سنہ ۹۵-۱۹۹۴ء)

خط نمبر۴:

ا ناطق مکرانی پر یہ مضمون سید شرافت عباس کا تھا۔ شرافت عباس 10 اکتوبر 1946ء کو پیدا ہوئے (شناختی کارڈ میں تاریخ پیدائش 05 جون 1945ء درج ہے)۔ ان کا تعلق حیدرآباد سندھ سے تھا۔ شعبۂ اردو اولڈ کیمپس جامعہ

سندھ یونیورسٹی سے انھوں نے ایم اے اردو کیا۔ زمانۂ طالب علمی ہی سے آپ ادبی سرگرمیوں میں بھی حصہ لیتے رہے اور سچل سائنس کالج کے میگزین ''آشکار'' کے مدیر، پولی ٹیکنیک کالج کے میگزین ''تیکنیکار'' کے شریک مدیر، مسلم کالج کے میگزین ''النور'' کے حصۂ اردو کے مدیر اور ٹی اینڈ ٹی کے میگزین ''ہیلو'' کے مدیر اعلیٰ رہے۔

پانچ کتابیں، زیب نامہ (1995ء)، خزینۃ الاشعار (1996ء)، بلوچستان میں فارسی شاعری کے پچاس سال (1999ء)، ابھی غزل ہے فروزاں (2008ء)، کوہ قاف کے اس پار (2010ء) میں شائع ہوئیں۔ اردو اور فارسی کے شاعر ہونے کے علاوہ شرافت عباس علمی و ادبی تحقیق کا بھی درک رکھتے ہیں۔ مذکورہ کتب کے علاوہ اردو اور فارسی میں ان کے بھی مضامین و مقالات بین الاقوامی سطح پر پذیرائی حاصل کر چکے ہیں۔ بلوچستان کے تعلق سے لسانی مطالعات ان کی تحریروں کے اہم موضوعات ہیں۔

شرافت عباس کے تحریر کردہ پیش لفظ، تقریظیں اور دیباچے وغیرہ جو مختلف شعری و نثری کتب کے تعارف، مقدمے یا نقد و نظر کے حوالے سے کتاب کے حصے کے طور پر شائع ہوئے۔ ان کی تعداد بھی اٹھارہ ہے۔ اکیس کتب کے پس نوشت اس کے علاوہ ہیں۔ ٹیلی وژن، ریڈیو اور اخبارات و رسائل کے ذریعے علم و ادب کے فروغ کے حوالے سے بھی ان کی خدمات کئی عشروں پر محیط ہیں۔ پی ٹی وی اور ریڈیو کے علمی و ادبی پروگراموں کے معروف کمپیئر اور اسکرپٹ رائٹر ہونے کے علاوہ آپ متعدد علمی و ادبی جرائد کی ادارت کے فرائض بھی انجام دے چکے ہیں۔

شرافت عباس نے اپنی معاشی زندگی کا آغاز ٹیلی فون ڈیپارٹمنٹ میں ٹیلی فون آپریٹر کی حیثیت سے کیا اس کے بعد شعبۂ اردو بلوچستان یونیورسٹی کوئٹہ میں شعبۂ تدریس سے وابستہ ہو گئے۔ دوران ملازمت انھوں نے ایکسٹرنل امیدوار کی حیثیت سے ایم اے فارسی، سندھ یونیورسٹی سے کیا اور شعبۂ اردو کو چھوڑ کر فارسی کے شعبے میں چلے گئے اور یہاں صدر شعبۂ فارسی کی حیثیت سے ریٹائر ہوئے۔ اس کے بعد کوئٹہ ہی میں بحریہ کالج میں پرنسپل کے عہدے پر فائز ہوئے۔ انتقال سے چند سال قبل واپس حیدرآباد سندھ آ گئے اور یہاں بحریہ کالج میں پرنسپل کی حیثیت سے ملازمت شروع کی۔

بلا شبہ وہ ہمہ جہت شخصیت کے مالک تھے۔ ان کا انتقال 4 مارچ 2011ء بروز جمعہ مطابق 28 ربیع الاول 1432ھ کو کراچی میں ہوا۔ (یہ معلومات پروفیسر ڈاکٹر سید جاوید اقبال، شعبۂ اردو سندھ یونیورسٹی، جام شورو اور روز نامہ ''انتخاب'' کوئٹہ، 8 جون 2005ء۔ روز نامہ ''جنگ'' کوئٹہ، 7 اپریل 2011ء۔ نیز ماہ نامہ ''تحریر و تصویر'' حیدرآباد، مارچ/اپریل 2011ء۔ جنگ مڈویک میگزین، 7 تا 13 جولائی 1999ء، سے حاصل کی گئی ہیں۔

۲۔ گل محمد ناطق مکران کے رہنے والے تھے ان کی تعلیم و تربیت ٹھٹھہ میں ہوئی جوان دنوں ارباب کمال کا مامن تھا۔ ان کے متعلق بتایا جاتا ہے کہ ان کو علوم متداولہ پر ہی عبور حاصل نہیں تھا بلکہ وہ سینکڑوں شعراء کے اشعار سنانے پر بھی قادر تھے۔ اس کے علاوہ علم مجلسی میں کوئی بھی ان کے مقابل نہیں ٹھہر سکتا تھا۔ ان کے اس فضل و کمال کو دیکھتے ہوئے امیران سندھ نے ان کی بڑی قدر افزائی کی۔ والئی حیدرآباد سندھ نے ان کے لیے ایک روپیہ روزینہ مقرر کر کے ان کا تخلص دلخوش تجویز کیا۔ وہ اس وقت تخلص کے بجائے اپنا نام استعمال کرتے تھے۔ چنانچہ انھوں نے یہ

تخلص قبول کرلیا اسی دوران انھوں نے لکھنؤ کی تعریف سنی اور حیدرآباد سے لکھنؤ روانہ ہوئے اور وہاں خود کو ناطق تخلص سے روشناس کرایا۔ نواب صدیق حسن خان نے ان کو موزونان زمان حال اور شاعران شیریں مقال سے بتایا ہے اور صراحت کی ہے کہ انھوں نے محمد علی شاہ، امجد علی شاہ اور دیگر امرائے لکھنؤ کے قصائد لکھے۔

''گل محمد خاں ناطق مکران'' سے ان کا سال وفات برآمد ہوتا ہے انھوں نے 1264ھ میں انتقال کیا ان کے ایک شاگرد جواہر سنگھ جوہر نے ان کا ایک مختصر سا دیوان ''جواہر معظم'' کے نام سے جمع کیا تھا جو شائع ہو گیا ہے۔ (عبدالرؤف عروج، بزم غالب، ادارۂ یادگار غالب کراچی، مارچ 1969ء)

''تحقیق'' میں ڈاکٹر نجم الاسلام صاحب نے یہ طریقہ رکھا تھا کہ جو مقالہ اشاعت کے لیے موصول ہوتا وہ دو ماہرین کے پاس رائے کے لیے بھیجا جاتا تھا۔ ناطق مکرانی پر یہ مضمون ڈاکٹر الیاس عشقی کے علاوہ مشفق خواجہ صاحب کے پاس بھی بھیجا گیا تھا اور یہ مضمون بہ وجوہ مسترد کردیا گیا تھا۔ (بحوالہ پروفیسر ڈاکٹر سید جاوید اقبال، شعبۂ اردو، ڈین فیکلٹی آف آرٹس، سندھ یونیورسٹی، جامشورو)

حسام الدین راشدی 20 ستمبر 1911ء کو پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم مولوی محمد سومار اور پھر مولوی محمد الیاس پنہور سے حاصل کی۔ ذوق کتب خوانی ہی ان کا اصل علمی رہبر تھا۔ شخصی کتب خانوں میں ان کا ذخیرۂ کتب نہایت نادر و نایاب تھا۔ عربی، فارسی، اردو، سندھی اور انگریزی کی نایاب مطبوعات کے علاوہ بیش قیمت مخطوطات اور عکسی نقول وغیرہ کا ذخیرہ موجود تھا۔ ابتداء میں انھوں نے صحافت کو ذریعۂ معاش بنایا۔ 1926ء میں اخبار ''جاگن'' کے نامہ نگار رہے۔ 1929ء میں ''ستارۂ سندھ'' جاری ہوا تو اس کی ادارت سنبھالی۔ بعد ازاں ''الوحید'' اور ''قربانی'' سے بھی منسلک رہے۔ انھوں نے اکثر فارسی مخطوطات کو ایڈٹ کیا اور شائع کیا۔ ان کی مرتب کردہ تالیفات جس کی شہرت پوری تحقیقی اور علمی دنیا تک پہنچی یہ ہیں: تاریخ مظہر شاہ جہانی، تحفۃ الکرام، منشور الوصیت، مکلی نامہ، مقالات الشعراء، تکملہ مقالات الشعراء، حدیقۃ الاولیاء، ترخان نامہ، روضۃ الاساطین، مثنوی مظہر الآثار، مثنوی چیسر نامہ، ہشت بہشت۔ پیر صاحب کی اردو تصانیف یہ ہیں: مولانا محبّ علی سندھی ہفت مقالہ، دود چراغ محفل، مرزا غازی خان ترخان اور اس کی بزم ادب۔

پیر صاحب انجمن ترقی اردو (پاکستان) اور اردو کالج کے بانیوں میں سے تھے۔ وہ تادم حیات انجمن کی مجلس عاملہ اور رسالہ ''اردو'' کی مجلس ادارت کے رکن رہے۔ ترقی اردو بورڈ (کراچی) اور مرکزی اردو بورڈ (لاہور) کے بھی اساسی رکن تھے۔ آپ کی خدمات کے اعتراف میں حکومت پاکستان نے ''نشان امتیاز'' دیا۔ حکومت ایران نے دو مرتبہ ''نشان سپاس'' سے نوازا۔ تہران یونیورسٹی نے ایل ایل ڈی کی اعزازی ڈگری دی۔ پیر صاحب یکم اپریل 1982 کو فوت ہوئے۔ حسب وصیت مکلی کے قبرستان (ٹھٹھہ) میں دفنائے گئے۔ (انسائیکلو پیڈیا پاکستانیکا، مرتبہ سید قاسم محمود، لاہور، الفیصل اردو بازار، پانچواں ایڈیشن، جولائی 2004ء، ص 454-453)

کرنل خواجہ عبدالرشید تاریخ ولادت ۲۱ مئی ۱۹۱۲ء ہے وہ ایم بی بی ایس فزیشن تھے۔ میو ہسپتال لاہور کے میڈیکل سپرنٹنڈنٹ (MS) جناح پوسٹ گریجویٹ میڈیکل سنٹر کراچی کے ڈائریکٹر اور ۱۹۶۲ء سے ۱۹۶۹ء تک پاکستان

میڈیکل ریسرچ کونسل کے ڈائریکٹر رہے۔۱۹۶۲ء میں حکومت ایران نے انھیں ''نشان ہمایوں'' عطا فرمایا۔ان کی معروف کتب تذکرہ شعرائے پنجاب (فارسی)، تذکرہ آثار واحوالِ طالب آملی اور معارف النفس ہیں۔انتقال ۱۳/مارچ ۱۹۸۳ء کو لاہور میں ہوا۔(یہ معلومات پروفیسر ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی صاحب نے فون پر فراہم کیں)

خط نمبر ۶:

لے 23 مارچ 2001ء کو حکومت پاکستان نے آپ کو ستارۂ امتیاز سے نوازا۔ستارۂ امتیاز پانے والوں کے ناموں کی فہرست 14 /اگست 2000ء کو پی ٹی وی کے خبرنامے میں نشر کی گئی تھی۔الیاس عشقی کا نام بھی شامل تھا۔

خط نمبر ۷:

لے یہ بات وہ اکثر کہا کرتے تھے اور تسلیم کرتے تھے کہ وہ کوئی باقاعدہ لکھنے والے نہیں ہیں بلکہ اگر کوئی دوست احباب کسی موضوع پر کچھ لکھوانا چاہتا ہے تو وہ کوشش کر کے کچھ نہ کچھ لکھ دیتے ہیں۔کبھی کسی کو مایوس نہیں کرتے۔ ''تحقیق'' کے لیے انھوں نے جو کچھ لکھا اس کی تحریک اور طلب ڈاکٹر نجم الاسلام صاحب کی طرف سے رہی۔


فہرست اسنادِ محولہ:

کتب:

۱۔ زئی، مسرور احمد، ڈاکٹر 2006ء، ڈاکٹر غلام مصطفےٰ خاں ''حالات، علمی وادبی خدمات''، ادارۂ انوار ادب، حیدر آباد۔

۲۔ عروج، عبدالرؤف: 1969ء، ''بزمِ غالب''، ادارۂ یادگارِ غالب، کراچی۔

۳۔ قاسم محمود، سید: 2004ء، ''انسائیکلوپیڈیا پاکستانیکا''، طبع پنجم، الفیصل، لاہور۔

رسائل:

۱۔ سہ ماہی ''انشا'' جنوری تا مارچ 2002ء، حیدر آباد۔

۲۔ ماہ نامہ ''تحریر وتصویر''، مارچ۔اپریل 2011ء، حیدر آباد،

۳۔ شعبہ جاتی مجلّہ ''تحقیق''، شعبۂ اردو، سندھ یونیورسٹی جام شورو، شمارے: 8۔9، 12۔13، 15۔

۴۔ سہ ماہی ''دانش''، اسلام آباد، شمارہ نمبر 13۔

۵۔ سہ ماہی ''نئی عبارت''، 1998ء، ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں نمبر، شمارہ 13-12 حیدر آباد۔

اخبارات:

۱۔ روزنامہ ''انتخاب''، کوئٹہ، 8 جون 2005ء۔

۲۔ روزنامہ ''جنگ''، کراچی، مڈویک میگزین 7 تا 13 جولائی 1999ء۔

۳۔ روزنامہ ''جنگ''، کوئٹہ، 7 اپریل 2011ء۔